110591 ـ اپنے ملك سے دور بيوى كا خاوند تبليغ كے ليے جاتا اور اس سے براس سلوك كرتا اور طلاق دينا چاہتا ہے

سوال

ميں آپ سے اپنى زندگى كى شقاوت و بدبختى كو خفيہ نہيں ركھنا چاہتى جس سے ميں گزر رہى ہوں، حتى كہ ميں تو دعا قبول ہونے سے بھى نااميد ہوگئى ہوں، ميں چار بچوں كى ماں اور ايك ايسے شخص كى بيوى ہوں جسے ميں پسند نہيں كرتى، ميں نے اس كے ساتھ بہت كوشش كى ليكن كوئى فائدہ نہيں ہوا.
ميں محسوس كرتى ہوں كہ ميرا عقيدہ بھى بہت متاثر ہو گيا ہے، ميرے خاوند كے ساتھ تعلقات لڑائى اور جھگڑے ميں تبديل ہو چكے ہيں، اور بالآخر ميرا خاوند يہ اعلان كرتا ہے كہ يہ چيز واجب نہيں، اور اللہ كى راہ ميں تبليغ كرنے نكل جاتا ہے كيونكہ يہ فرض عين ہے.
ہمارى زندگى جبر و ستم اور برے سلوك كى ايك كڑى بن چكى ہے، يہ سلسلہ صرف ميرے ساتھ ہى نہيں بلكہ اپنے بچوں پر بھى جبر كرتا ہے جو ابھى نابالغ ہيں انہيں نفلى روزے ركھنے پر مجبور كرتا ہے، ميں نے گيارہ برس تك بغير كسى زندگى ميں ٹھراؤ كے اپنے ملك سے دور صبر سے كام ليا ہے.
ميرے سارے بچوں نے سعودى عرب كى نيشنيلٹى حاصل كر لى ہے، ليكن ميرا خاوند مجھے سعودى عرب كى شہريت حاصل نہيں كرنے ديتا، ميرى زندگى لا يعنى سى بن كر رہ گئى ہے، اس نے فيصلہ كيا ہے كہ وہ مجھے لے كر ميرے ملك جائيگا اور پھر سوچے كہ ميرے بارہ ميں كيا كرنا ہے.
ميرى سوچ پر يہ حاوى ہے كہ اگر ميرا خاوند فوت ہو گيا تو ميں كيا كروں گى، ميرى جيسى بيوہ كے ساتھ كون شادى كرےگا ؟ ميرے بچوں كو محبت و پيار كون دےگا، اور ان كى ديكھ بھال كون كريگا ؟
ميں اپنے بچوں كو خرچ كيسے برداشت كرونگى جبكہ ميرى كوئى بہن بھى نہيں ہے، اور ميرا بھائى ابھى تك اپنے كفر پر قائم ہے، ليكن ميرے ماں باپ مسلمان تو ہيں اور وہ بھى دين كا التزام نہيں كرتے.
ميرے خاوند كے خاندان والے امريكہ ميں مكمل يورپى طرز كى زندگى بسر كر رہے ہيں، ميرا خاوند برے اخلاق كا مالك ہے، بہت زيادہ قيام كرتا اور روزے تو ركھتا ہے ليكن اخلاق اچھا نہيں، اور مجھے ہر دن زيادہ اختلافات كى طرف لے جا رہا ہے، اور لعنت اور كفريہ كلمات كى طرف دھكيل رہا ہے!
ميں اپنے آپ كو كيسے بچاؤں ؟ كيا كروں ؟ حتى كہ اگر ميں تھوڑى سى رقم حاصل كر لوں تو خاوند ميرے پاس نہيں رہنے ديتا، ميں اب بھى اس سے محبت تو كرتى ہوں ليكن پريشان اس ليے ہوں كہ اگر خاوند فوت ہو گيا تو كيا ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند کا دعوت و تبلیغ میں مشغول ہو کر اپنے بیوی بچوں کا خیال نہ کرنا اور ان کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے کے متعلق ہم درج ذیل سوالات کے جوابات میں تفصیل بیان کر چکے ہیں آپ ان جوابات کا مطالعہ کریں:

سوال نمبر (6913) اور (3043) اور (23481).

دوم:

آپ نے سوال کے شروع میں یہ کہا ہے کہ:

" حتی کہ میں اپنی دعا کی قبولیت سے بھی نا امید ہو چکی ہوں " !

یہ بات کہنی غلط اور شریعت اسلامیہ کے مخالف ہے، اللہ سبحانہ و تعالی مسلمان کی دعا قبول فرماتا ہے یا پھر قبول نہیں کرتا، اگر اس کی دعا قبول نہیں ہوتی تو اسے اپنے اندر اس کے اسباب کو تلاش کرنا چاہیے، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے اندر کوئی ایسا سبب پایا جاتا ہو جو دعا کی قبولیت میں مانع ہو، مثلا حرام کھانا، اور حرام کا لباس زیب تن کرنا، اور گناہ کی دعا کرنا.

اس کی مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (5113) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور جب اللہ سبحانہ و تعالی اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے تو پھر اس قبولیت کا یہ معنی نہیں کہ اس کا مطلوب پورا ہو کر رہے، بلکہ اس کے ساتھ دو چیزوں کا اضافہ کرنا چاہیے، یا تو جو اس نے مانگا وہ پورا ہوگا، یا پھر اس دعا کا اجروثواب روز قیامت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے، اور دعا کے مطابق اس سے برائی دور کر دی جاتی ہے.

ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو مسلمان بھی کوئی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور نہ ہی قطع رحمی ہو، تو اللہ سبحانہ و تعالی اسے اس دعا کے بدلے تین چیزوں میں سے ایك ضرور عطا کرتا ہے: یا تو جلد اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے، یا پھر اسے آخرت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے، یا پھر اس سے اتنی ہی بری چیز کو دور کر دیا جاتا ہے.

صحابہ کرام نے عرض کیا: پھر تو ہم کثرت سے دعا کریں گے ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تو اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (10749) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب و الترھیب حدیث نمبر (1633) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت سے نا امید ہو جانے سے منع فرمایا ہے، اور بیان فرمایا کہ اس طرح کے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی نا امیدی اسے دعا چھوڑنے کا باعث بن جاتی ہے، بلکہ دعا تو اس کی قبول ہوتی ہے جو بار بار دعا مانگتا ہے، اور آہ و زاری اور التجا کرتا ہے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی جو اپنے رب کو کہے قبول کرنی ہے تو ٹھیک وگرنہ نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی تو اپنی مخلوق سے غنی و بےپرواہ ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ یا پھر قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا جب وہ جلد بازی سے کام نہ لے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: جلد بازی کیا ہے ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بندہ کہتا ہے میں نے بار بار دعا کی پھر دعا کی لیکن مجھے لگتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوگی تو نا امید ہو کر دعا کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5981) صحیح مسلم حدیث نمبر (2735) مندرجہ بالا الفاظ مسلم کے ہیں.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں دعا مانگنے کے آداب بیان ہوئے ہیں کہ اللہ سے مانگا جائے اور ناامید نہ ہوا جائے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں اللہ تعالی کے سامنے سرخم تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت اور اس کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار ہے.

حتی کہ بعض سلف رحمہ اللہ کا قول ہے:

مجھے دعا کی قبولیت سے محروم ہونے کی بجائے دعا سے محروم ہونے کا زیادہ ڈر ہے...

مومن کی دعا رد نہیں ہوتی، یا تو اسے جلد قبول کر لیا جاتا ہے، یا پھر اس سے اس جیسی کوئی برائی دور کر دی جاتی ہے یا پھر اس کے لیے اس سے بھی بہتر آخرت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے.

داودی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے، اور ابن الجوزی رحمہ اللہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" یہ علم میں رکھیں کہ مومن کی دعا رد نہیں ہوتی، لیکن یہ ہے کہ اس کے لیے قبولیت میں تاخیر بہتر ہوتی ہے یا پھر اسے اس کے عوض میں جلد ہی کوئی بہتری عطا کر دی جاتی ہے، یا دیر میں، اس لیے مومن کو اپنے پروردگار سے دعا مانگنا ترک نہیں کرنی چاہیے.

کیونکہ بندہ دعا کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہے، جس طرح کہ بندہ تسلیم کر کے اور اللہ کے سپرد کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہے "

دیکھیں: فتح الباری (11 / 141).

سوم:

ہم نہیں جانتے اور نہ ہی ہمیں سمجھ آ رہی ہے کہ ہم ایسے خاوندوں کی صفت کیسے بیان کریں جو اپنی بیوی اور بچوں کا خیال نہیں کرتے اور اللہ تعالی کی جانب سے ان کے مقرر کردہ حقوق کی ادائیگی نہیں کرتے، ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے اسلام کو کیا سمجھا ہے جس کی طرف یہ لوگوں کو اسلام پر چلنے کی دعوت دینے نکل کھڑے ہوتے ہیں.

حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو خاوندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور انہیں اللہ نے ان گردن پر امانت رکھا ہوا ہے، اور ان کے لیے خیرخواہی کو واجب قرار دیا ہے، اور بیوی بچوں کو جہنم کے عذاب سے بچانا واجب کیا ہے، اور پھر دوسروں کی بجائے انہیں دعوت دینا اولی و بہتر ہے.

ابتدائی طور پر اللہ سبحانہ و تعالی نے جو آیت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی وہ یہ تھی:

اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں الشعراء (214).

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ و تعالی کے اس حکم کو بجالاتے ہوئے اپنے چچا ابو طالب کو اسلام کی دعوت دی، اور اسے ساری عمر دعوت دیتے رہے حتی کہ ابو طالب کی موت کے وقت بستر مرگ پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس

اور پھوپھی صفیہ اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہم کو جمع کر کے انہیں دعوت دی، اور انہیں نصیحت فرمائی، اور انہیں روز قیامت اور حساب و کتاب یاد دلایا اور فرمایا کہ وہ روز قیامت ان کے کسی کام نہیں آ سکیں گے.

اسی طرح اپنی زوجہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ بھی کیا اور انہیں دعوت پیش کی تو زمین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی وہی خاتون تھیں.

اللہ کی راہ میں دعوت و تبلیغ کرنے والے شخص کو چاہیے کہ سب سے پہلے تو وہ اپنی نیت خالص کرے اور پھر اپنے عمل میں متقن ہو یعنی مہارت سے کام کرے.

اخلاص میں یہ شامل ہوتا ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں اللہ سبحانہ و تعالی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہو.

اور مہارت یہ ہے کہ: سب سے پہلے دعوت کا کام اپنے گھر والوں سے شروع کرے، دوسروں سے نہیں بلکہ اپنے گھر سے ابتدا کرے، اور انہیں نصیحت کرنے اور ان کے ساتھ خیر و بھلائی میں کوئی کوتاہی مت کرے، اس میں غلفت مت برتے اور نہ ہی وہ گھر کو چھوڑ کر لوگوں کو دعوت دیتا پھرے یا پھر دنیاوی امور میں مشغول رہے.

اور اگر اس کی بیوی اس کے گھریلو کام کاج کرتی اور اس کی اولاد کی تربیت و دیکھ بھال کرتی ہے تو وہ خاوند کو بہت ہی اہم پیغام دے رہی ہے، اور ایك بہت ہی اہم کام میں خاوند کا ہاتھ بٹا رہی ہے، اس لیے وہ اس کی حفاظت کرے، چاہے بیوی اس کے گھر میں اجنبی اور اپنے اہل عیال سے دور ہے خاوند پر واجب ہے کہ وہ اس کی خاص دیکھ بھال کرے اور اس کی کمزوری پر رحم کرے اور اس کی اجنبیت کا احساس رکھتے ہوئے اس کے ساتھ نرم برتاؤ کرے، اور اس پر جبر و ظلم و ستم مت کرے.

ہمارے پاس تو آپ کے خاوند کو اس کے ان اعمال پر اسے غلط کہنے کے علاوہ کچھ نہیں، اور ہم آپ کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اللہ سبحانہ و تعالی سے اپنے خاوند کی ہدایت کے لیے دعا کرتی رہیں، امید ہے اللہ تعالی اس کی حالت کو بدل کر اسے اچھی حالت میں کر دے.

اور آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ناامید مت ہوں، اور یہ علم رکھیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی تو اپنی مخلوق پر ایك رحمدل ماں جو اپنے بچے پر رحم کرتی ہے سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے.

اور اگر طلاق بھی ہو جائے تو یہ دنیا کی انتہاء نہیں ہے کہ طلاق ہونے پر دنیا ختم ہو جائیگی، اور یہ یاد رکھیں کہ آپ کو روزی دینے والا خاوند نہیں کہ وہی آپ کو اور آپ کی اولاد کو روزی دے رہا ہے، بلکہ روزی تو اللہ دیتا ہے جو حي و زندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئیگی.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی کے خزانے تو ختم ہونے والے نہیں، ہمیں تو اللہ سبحانہ و تعالی نے بتایا ہے کہ ہو سکتا ہے طلاق کے ساتھ روزی میں وسعت اور مشکل سے نجات ہو جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ علیحدہ ہو جائیں تو اللہ سبحانہ و تعالی ہر ایك كو اپنے فضل و كرم سے غنی كر ديگا، اور اللہ تعالی بڑی وسعت والا حكمت ولا ہے النساء (130).

طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اللہ تعالی ہر ایك كو اپنی وسعت سے غنی كر ديگا .

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تعالی خاوند اور طلاق یافتہ عورت دونوں کو اپنے فضل و کرم کی وسعت سے غنی کر دیگا اس عورت کو اس خاوند جس نے اسے طلاق دی سے بھی بہتر اور اچھا خاوند دے کر یا پھر وسیع روزی اور عفت و عصمت دے کر غنی کر دیگا.

اور اس مرد کو وسعت رزق دے کر اور اچھی بیوی دے کر جو طلاق یافتہ بیوی سے اچھی ہو یا پھر عفت و عصمت دے کر غنی کر دیگا.

اور اللہ تعالی بڑی وسعت والا ہے .

یعنی: اللہ سبحانہ و تعالی ان دونوں کے لیے بڑی وسعت کرنے والا ہے، ان کے لیے اور دوسری مخلوق کے رزق میں وسعت کرنے والا ہے.

حکیما بڑی حکمت والا ہے.

اللہ نے ان دونوں کے مابین جو علیحدگی اور طلاق کا فیصلہ کیا ہے اس میں بڑی حکمت پائی جاتی ہے، اس اور اس کے علاوہ دوسری آیات میں جو حکمت کے معانی ہم جان چکے ہیں اور دوسرے احکام اور اس کی تدبیر اور مخلوق کے بارہ میں فیصلوں کے اندر بڑی حکمت پائی جاتی ہے " انتہی

دیکھیں: تفسیر طبری (9 / 294).

بہت ساری عورتیں اس حقیقت سے غفلت میں رہتی ہیں اور یہ گمان کرتی ہیں کہ طلاق سے اسے فقر وفاقہ حاصل ہوگا، یہ اعتقاد میں خلل ہے اس سے اجتناب کرنا اور ایسے اعتقاد کو چھوڑنا واجب ہے، اسی طرح یہ واقع کے بھی

مخالف ہے، جس طرح نکاح غنی کرنے کا باعث ہے اسی طرح طلاق میں بھی ہو سکتا ہے.

چہارم:

ہمیں جس چیز نے پریشان کیا اور قلق میں ڈال دیا ہے وہ آپ کے لیٹر کا اختتام ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا خاوند آپ کو کفریہ کلمات کہنے کی طرف لے جاتا ہے!

اگر تو یہ صرف خدشہ کی حد تك ہے کہ ہو سکتا ہے ایسے کلمات نکل جائیں تو خطرناك معاملہ ہے اس پر خاموشی اختیار کرنا حلال نہیں، آپ کو ایسے خاوند سے جتنی جلدی ہو سکے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے جس کے بارہ احتمال ہے کہ وہ آپ کو کفریہ کلمات بولنے تك لے جائے.

لیکن اگر آپ ایسے واقعہ کے متلق بتا رہی ہیں جو ہو چکا ہے، یعنی آپ نے بالفعل کفریہ کلمات ادا کیے ہیں تو آپ کو علم ہونا چاہیے کہ آپ شر و برائی اور بڑے گناہ میں پڑی ہیں جس کا آپ کے خاوند کی جانب سے صادر شدہ اشیاء کے ساتھ مقارنہ اور موازنہ نہیں کیا جا سکتا.

کیونکہ بغیر کسی جبر و اکراہ اور غلطی کے کہا گیا کلمہ اور الفاظ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اور اگر اسے اسی پر موت آ جائے اور وہ اپنے آپ کو توبہ کر کے نئے سرے سے اسلام میں لا کر نہ بچائے تو وہ دائمی جہنم میں رہے گا.

اس لیے اگر آپ سے ایسے الفاظ ادا نہیں ہوئے تو آپ ان سے شدید اجتناب کریں، اور اگر ادا ہو چکے ہیں تو یہ علم رکھیں کہ یہ اسلام سے ارتداد ہے اور ایسا کرنے سے سارے نیك و صالح اعمال تباہ ہو جاتے ہیں، اور عقد نکاح فسخ ہو جاتا ہے، الا یہ کہ آپ توبہ کرتے ہوئے نئے سرے سے اسلام میں داخل ہو جائیں.

ہمیں سب سے زیادہ خدشہ اور خطرہ یہی ہے کہ کہیں آپ نے ایسے الفاظ کہہ نہ دیے ہوں، کیونکہ عورت کو شیطان آہستہ آہستہ اس طرح کے امور کی طرف لے جاتا ہے، یا پھر زندگی کی مشکلات اسے کفریہ کلمات کی طرف دھکیل دیتی ہیں.

اور ہو سکتا ہے کہ خاوند دیکھے کہ بیوی دینی طور پر کمزور ہے، اور اس کا خیال نہیں کرتی تو وہ بھی اس سے بے رغبتی کرنے لگتا ہے، اور اس سے معاشرت کرنا صحیح نہیں سمجھتا.

اس کی مزید تفصیل دیکھنے کےلیے آپ سوال نمبر (103082) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اللہ کی بندی ہماری نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ہر چیز سے پہلے تو آپ اپنے دینی معاملات میں جو خلل ہے اسے پورا کریں، اور قبل اس کے کہ ندامت کا سامنا کرنا پڑے جس وقت ندامت کا بھی کوئی فائدہ نہ ہو آپ اپنی دینی خرابی کو صحیح کر لیں.

یونس بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہم جندب بن عبد اللہ کے ساتھ چلے اور جب حصن المکاتب پہنچے تو ہم نے عرض کیا ہمیں کوئی وصیت فرمائیں:

تو انہوں نے کہا:

میں تمہیں اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں، اور قرآن مجید کی کیونکہ یہ سیاہ رات کی روشنی اور دن کی راہنمائی و ہدایت ہے؛ اس پر عمل کرو چاہے جتنی بھی جدوجھد اور فاقہ اختیار کرنا پڑے، اور اگر کوئی آزمائش آ جائے تو آپ اپنی جان کی بجائے مالك کو پیش کریں، اگر تو آزمائش ختم ہو جائے تو ٹھیك، اور اگر نہ ختم ہو تو پھر آپ دین کے علاوہ اپنا مال اور جان پیش کریں، کیونکہ جس کے دین کے خلاف جنگ کی گئی تو محروب وہی ہے، اور جس کا دین سلب ہو جائے تو وہی شخص مسلوب کہلاتا ہے.

آگ کے بعد غنا نہیں، اور جنت کے بعد کوئی فاقہ نہیں آگ اپنے قیدی کو آزاد نہیں کرتی، اور اس کا فقیر غنی نہیں ہو سکتا "

اسے امام احمد نے الزھد (202) میں اور ابن ابی عاصم نے الآحاد و المثانی (2048) میں اور امام بیھقی نے شعب الایمان (3 / 402) طبع مکتبہ الرشد میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے.

ہم آخر میں آپ کو اللہ سبحانہ و تعالی کا یہ فرمان یاد دلاتے ہیں:

یقینا جو لوگ ایمان لائے اور نیك و صالح اعمال کیے عنقریب اللہ تعالی ان کے لیے محبت پیدا کر دیگا مریم (96).

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اللہ کی قسم اللہ تعالی اہل ایمان کے دل میں ہے، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ھرم بن حیان رحمہ اللہ کہا کرتے تھے:

" جو بندہ بھی دل کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالی مومنوں کے دل اس کی طرف پھیر دیتا ہے، حتی کہ اسے ان کی محبت و مودت اور رحمدلی عطا کرتا ہے "

اسے طبری نے قتادہ تك صحیح سند کے ساتھ تفسیر طبر (18 / 262) میں بیان کیا ہے.

شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ سبحانہ و تعالی کی اپنے ان بندوں پر نعمت ہے جو اپنے اندر ایمان اور عمل صالح جمع کرتے ہیں، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کے لیے مبحت پیدا کر دیگا، یعنی وہ آسمان و زمین میں اپنے ولیوں کے دلوں میں اس کی محبت و مودت پیدا کریگا، اور جب ان کے دلوں میں محبت ہوگی ت ان کے بہت سارے امو آسان ہو جائیں گے، اور انہیں خیر و بھلائی اور دعوت و ارشاد اور قبولیت و امامت حاصل ہوگی.

اسی لیے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ:

" جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر آسمان والوں میں منادی کی جاتی ہے:

" اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے، جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر آسمان والوں میں منادی کی جاتی ہے:

" اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے "

متفق علیہ.

اللہ تعالی نے ان کے لیےمحبت اس لیے پیدا کی کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، اس لیے اللہ نے اپنے اولیاء میں بھی ان کی محبت پیدا کر دی " انتہی

دیکھیں: تفسیر السعدی (501).

واللہ اعلم .